بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نصرتِ الٰہی۔ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت

(مکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔ تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2017)

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ

(سورۃ المومن 40:52)

ابتدائیہ:

میری تقریر کا عنوان ہے۔

"نصرتِ الٰہی۔ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت"

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے اس مضمون کے حوالہ سے ایک بنیادی آیت ہے۔ ترجمہ ہے:

"یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے اس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے"۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس آیت کا مضمون اس طرح بیان فرمایا ہے:

" ہمارا قانونِ قدرت یہی ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان داروں کو دنیا اور آخرت میں مدد دیا کرتے ہیں"

(تفسیر مسیح موعود جلد سوم صفحہ 199)

پھر آپ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہے۔۔۔۔
اصل بات یہ ہے کہ حقیقی معاون اور ناصر وہی پاک ذات ہے جس کی شان ہے نِعْمَ الْمَوْلٰى و نِعْمَ الْوَكِيل و نِعْمَ النَّصِير (تفسیر مسیح موعود جلد سوم صفحہ 199)

خالقِ کائنات رب العالمین کی سب مقدس صفات کی طرح نصرتِ الٰہی کا مضمون بھی بے انتہا وسعت کا حامل ہے۔ وقت کا ہر لحہ اور کائنات کا ہر گوشہ اس نعمتِ خداوندی پر شاہدِ ناطق ہے۔ قرآن مجید کی بیسیوں آیات میں اس کا ذکر ملتا ہے۔كل يومٍ هو فی شان (سورۃ الرحمٰن 55:30) کے مطابق نصرتِ الٰہی کے جلوے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی غیبی حفاظت، شفایابی، دستگیری اور قبولیتِ دعا کے رنگ میں اور کبھی مخالفین کی ذلت اور رسوائی اور عذاب کے رنگ میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نظم میں فرمایا ہے:

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے — جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے

وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اڑاتی ہے — وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے — کبھی ہو کر وہ پانی۔ اُن پہ اک طوفان لاتی ہے

غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے — بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

انبیائے کرام کے زمانہ میں نصرتِ الٰہی

انبیائے کرام کی زندگیوں میں نصرت الٰہی کے جلوے مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتے رہے۔كتب الله لا غلبن انا و رسلی (سورۃ المجادلہ 58:22) کے مطابق مخالفین کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود انبیائے کرام اپنے مقاصدِ بعثت میں کامیاب و کامران ہوتے رہے اور مخالفین نے ہمیشہ ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھا۔ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت یونسؑ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دیگر انبیائے کرام کی مثالیں قرآن کریم میں بار بار بیان ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیشہ سب نبیوں اور ان کے متبعین کے سروں پر سایہ فگن رہی۔

جب ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بابرکت دور آیا تو مشکلات کے عظیم پہاڑوں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی جلوہ گری بھی ایک غیر معمولی عظمت اور شان سے ظاہر

ہوئی۔حیات طیبہ کاایک ایک لمحہ نُور ’’عَلیٰ نُور کامنظر پیش کرتارہا۔اعلان نبوت کے بعد مکہ میں ظلم و ستم کا دور آیا۔ مکہ سے ہجرت کا نازک مرحلہ آیا۔ غارِ ثور میں پناہ کے دوران انتہائی خطرناک صورت پیدا ہوئی، احد اور دیگر غزوات کے میدانوں میں، یہودیہ کی طرف سے زہر کھلانے کی مذموم کوشش کے وقت، الغرض ہر موقعہ پر غالب اور مقتدر خدا کی تائید و نصرت کا سایہ آپ کے سر پر رہا اور واللہ یَعْصِمُکَ من الناس (سورۃ المائدہ 5:68) کی بشارت آپ کے ساتھ رہی اور آپ ﷺ یدخلون فی دین اللہ افواجا (سورۃ النصر 110:3) کا نظارہ دیکھ کر فائزالمرام اس دنیا سے رخصت ہوئے!

مسیح پاک کی آمد کا مقصد

دہریت و الحاد کی تاریکیوں میں غرق اِس تاریک دور میں حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا بنیادی مقصد ہستی باری تعالیٰ کا اِثبات اور خدا نمائی ہے۔ آپ نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیضان کی برکت سے دنیا کو دائمی نجات اور روحانی احیائے نو کی نوید سناتے ہوئے فرمایا:

’’ میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 311)

آپ فرماتے ہیں:

’’ میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 619)

آپ نے مزید فرمایا:

’’ اس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا ہے کہ تمام دہریوں اور بے ایمانوں کا منہ بند کر دے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 620)

اس بلند مقصد کی تکمیل کے لئے خدائے قادر و توانا نے اس غلامِ صادق کو رسول مقبول ﷺ کی محبت میں کلیۃً فناء ہو جانے کی برکت سے غیر معمولی تائیدات اور دم بدم نازل ہونے والی نصرتِ الٰہی کی دولت سے نوازا۔ آپ نے کیا خوب فرمایا ہے:

"میں اس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں"

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 251)

مامورِ زمانہ مسیحِ دوراں حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی ساری کی ساری زندگی تائیداتِ الٰہیہ اور نصرتِ الٰہی کا ایک بحرِ ذخّار تھی۔ آپ نے اپنی زندگی کا کیا خوب نقشہ بیان فرمایا ہے۔ آپ کا شعر ہے:

ابتداء سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے

گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سایہ آپ کے سر پر رہا۔ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ (سورۃ الصّٰفّٰت 37:173) کا خدائی وعدہ بار بار پورا ہوا۔ ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ آپ کا معین و مددگار اور محافظ رہا اور سارے دشمن مل کر بھی آپ کی راہ میں روک نہ بن سکے۔ آپ نے خود فرمایا ہے:

"خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ ان لوگوں نے میرے ہلاک کرنے کے لئے تدبیریں تو ہر ایک قسم کی کیں مگر کچھ بھی پیش نہ گئی..... زمین میری دشمنی کے جوش سے یوں بھر گئی جیسا کہ کوئی برتن زہر سے بھرا جائے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے حملوں سے میری عزت کو محفوظ رکھا.... جس کی آنکھیں ہیں دیکھے کہ کیا یہ خدا کے کام ہیں یا انسان کے؟"

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 461-464)

مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے کس جلال سے فرمایا:

"تم دیکھتے ہو کہ باوجود تمہاری سخت مخالفت اور مخالفانہ دعاؤں کے اُس نے مجھے نہیں چھوڑا اور ہر میدان میں وہ میرا حامی رہا۔ ہر ایک پتھر جو میرے پر چلایا گیا اُس نے اپنے ہاتھوں پر لیا۔ ہر ایک تیر جو مجھے مارا گیا اُس نے وہی تیر دشمنوں کی طرف

لوٹا دیا۔ میں بیکس تھا اُس نے مجھے پناہ دی۔ میں اکیلا تھا اُس نے مجھے اپنے دامن میں لے لیا۔ میں کچھ بھی چیز نہ تھا مجھے اُس نے عزت کے ساتھ شہرت دی اور لاکھوں انسانوں کو میرا اِرادتمند کر دیا.... میں تو براہین احمدیہ کے چھپنے کے وقت ایسا گمنام شخص تھا کہ امرتسر میں ایک پادری کے مطبع میں جس کا نام رجب علی تھا میری کتاب براہین احمدیہ چھپتی تھی اور میں اُس کے پروف دیکھنے کے لئے اور کتاب کے چھپوانے کے لئے اکیلا امرتسر جاتا اور اکیلا واپس آتا تھا اور کوئی مجھے آتے جاتے نہ پوچھتا کہ تو کون ہے اور نہ مجھ سے کسی کو تعارف تھا اور نہ میں کوئی حیثیت قابل تعظیم رکھتا تھا..... وہ پادری خود حیرانی سے پیشگوئیوں کو پڑھ کر باتیں کرتا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ایسے معمولی انسان کی طرف ایک دنیا کا رجوع ہو جائے گا۔ پر چونکہ وہ باتیں خدا کی طرف سے تھیں میری نہیں تھیں اس لئے وہ اپنے وقت میں پوری ہو گئیں اور پوری ہو رہی ہیں"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 79-80)

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور

ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

برکت کے طور پر نصرتِ الٰہی اور تائیدات خداوندی کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

پولیس ہتھکڑیاں لیکر دروازہ پر....... مگر ایسا نہ ہوگا

1899 کی بات ہے۔ ایک موقعہ پر پولیس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کی تلاشی کے لئے اچانک آگئی۔ قبل از وقت اس کا کوئی پتہ اور خبر نہ تھی اور نہ ہو سکتی تھی۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے کہیں سے سن لیا کہ پولیس وارنٹ اور ہتھکڑی سمیت آگئی ہے۔ میر صاحب حواس باختہ.... حضرت صاحب کو یہ خبر کرنے دوڑے گئے اور غلبہ ٔرقت کی وجہ سے بصد مشکل اس ناگوار خبر کے منہ سے برقع اتارا۔ حضرت اس وقت (کتاب) نور القرآن لکھ رہے تھے اور بڑا ہی لطیف اور نازک مضمون درپیش تھا۔ سر اٹھا کر اور مسکرا کر فرمایا:

" میر صاحب! لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے"

پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا:

" **مگر ایسا نہیں ہو گا** کیونکہ خدا تعالیٰ........ اپنے خلفائے مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 305-306 ایڈیشن 1984 لندن)

نصرت الٰہی اس قادرانہ رنگ میں ظاہر ہوئی کہ پولیس کسی کاروائی کے بغیر واپس چلی گئی۔

معجزانہ شفایابی کا واقعہ

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بیماری اور اس سے شفایابی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (الشعراء 26:81) کے مطابق ہستی باری تعالیٰ کا ایک اعجازی نشان ہے۔ فرماتے ہیں:۔

" ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ کو خارش کی بہت سخت شکایت ہو گئی۔ تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے۔ لکھنا یا دوسری ضروریات کا سر انجام دینا مشکل تھا۔ علاج بھی برابر کرتے تھے مگر خارش دور نہ ہوتی تھی۔۔۔۔ ایک دن (میں) حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عصر کے قریب کا وقت تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپؑ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں مگر آپؑ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔۔۔۔ میں نے جرأت کرکے پوچھا کہ حضور آج خلاف معمول آنسو کیوں بہہ رہے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور ادھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام ہوا:۔

" ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے"

اس سے میرے قلب پر بے حد رقت اور ہیبت طاری ہے کہ میں نے ایسا خیال کیوں کیا۔ ادھر تو یہ الہام ہوا مگر جب اٹھا تو ہاتھ بالکل صاف ہو گئے اور خارش کا نام و نشان نہ رہا۔ ایک طرف اِس پُر شوکت الہام کو دیکھتا ہوں۔ دوسری طرف اُس فضل اور رحم کو، تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی

عظمت اور جلال اور اس کے رحم و کرم کو دیکھ کر انتہائی جوش پیدا ہو گیا اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے"

(تذکرہ مطبوعہ 2004 ایڈیشن چہارم صفحہ 685-686)

نصرتِ الٰہی کا جلوہ۔ حفاظت کی صورت میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

" ایک رات میں ایک مکان کی دوسری منزل پر سویا ہوا تھا اور اس کمرہ میں میرے ساتھ پندرہ سولہ آدمی اور بھی تھے۔ رات کے وقت شہتیر میں ٹِک ٹِک کی آواز آئی ۔میں نے آدمیوں کو جگایا کہ شہتیر خوفناک محسوس ہوتا ہے یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی چوہا ہوگا خوف کی بات نہیں اور یہ کہہ کر سو گئے تھوڑی دیر بعد پھر ویسی آواز آئی۔ تب میں نے ان کو دوبارہ جگایا پھر بھی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ پھر تیسری بار شہتیر سے آواز آئی تب میں نے ان کو سختی سے اٹھایا اور سب کو مکان سے باہر نکالا اور جب سب نکل گئے تو خود بھی وہاں سے نکلا۔ ابھی دوسرے زینہ پر تھا کہ وہ چھت نیچے گری اور دوسری چھت کو ساتھ لے کر نیچے جا پڑی اور سب بچ گئے"۔

(حیات طیبہ۔ صفحہ 19)

مطلوبہ حوالہ مل گیا!

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زمانے کا ایک ایمان افروز واقعہ یاد کرنے کے لائق ہے۔

" ایک دفعہ کسی بحث کے دوران میں حضرت مسیح موعودؑ سے کسی مخالف نے کوئی حوالہ طلب کیا۔ اس وقت وہ حوالہ حضرت کو یاد نہیں تھا اور نہ آپ کے خادموں میں سے کسی اور کو یاد تھا لہذا شماتت کا اندیشہ پیدا ہوا۔ مگر حضرت صاحب نے بخاری کا ایک نسخہ منگایا اور یونہی اس کی ورق گردانی شروع کر دی اور جلد جلد ایک ایک ورق الٹانے لگ گئے اور آخر ایک جگہ پہنچ کر آپ ٹھہر گئے اور کہا کہ لو یہ لکھ لو۔ دیکھنے والے سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے اور کسی نے حضرت صاحب سے

دریافت بھی کیا جس پر حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ جب میں نے کتاب ہاتھ میں لے کر ورق الٹانے شروع کئے تو مجھے کتاب کے صفحات ایسے نظر آتے تھے کہ گویا وہ خالی ہیں اور ان پر کچھ نہیں لکھا ہوا۔ اسی لئے میں ان کو جلد جلد الٹاتا گیا۔ آخر مجھے ایک صفحہ ملا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ اور مجھے یقین ہوا کہ یہ وہی حوالہ ہے جس کی مجھے ضرورت ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا کہ سوائے اس جگہ کے کہ جس پر حوالہ درج تھا باقی تمام جگہ آپ کو خالی نظر آئی"

(سیرت المہدی حصہ دوم مطبوعہ 1935 صفحہ 2-3)

اللہ کی قدرت سے دل کی خواہش پوری ہوگئی!

قادرِ مطلق خدا تعالیٰ کا سلوک اپنے پیاروں سے بہت خاص قسم کا ہوتا ہے۔ وہ ان کے دلوں میں چھپی ہوئی خواہشات کو بھی اپنی قدرت اور تصرف سے پوری کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے بٹالہ میں ٹھہرے۔ وہاں ایک ناواقف شخص۔۔۔نے کچھ پھل آپ کو بطور تحفہ دیے۔ ان میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھائے اور فرمایا:

" ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیے"

(بحوالہ سیرت المہدی جلد اول صفحہ 28 مطبوعہ 1935)

غیر معمولی حالات میں نصرتِ الٰہی کے بکثرت واقعات کے حوالہ سے حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

" میں اپنے ذاتی تجربوں کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا ہے"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 16۔1984 ایڈیشن۔لندن)

نصرتِ الٰہی کی وسعت اور مبارک نوید

نصرتِ الٰہی کی وسعت کو جاننے کے لئے یہ آیت کریمہ ہماری راہنما ہے۔ فرمایا:

وَكَانَ حَقّاً عَلَيْنَا نَصْرُ المؤ مِنِيْن

(سورۃ الروم 30:48)

اس آیت کے حوالہ سے حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے:

" ابتدا سے یہی مقرر ہے کہ مومنوں کی مدد کرنا ہم پر ایک حق لازم ہے"

(تفسیر مسیح موعود جلد سوم صفحہ 20)

پھر فرمایا:

" جب وہ (خدا) خود ایک وعدہ کرتا ہے تو اس وعدہ کا پورا کرنا اپنے پر ایک حق ٹھہرا لیتا ہے"

(چشمۂ معرفت۔ تفسیر مسیح موعود جلد سوم صفحہ 21)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" کس قدر خوشی اور امید کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسی دنیا میں بھی ملتی ہے اور اسی دنیا میں نصرت اور تائید کا ملنا آخرت کی نصرت پر ایک قوی دلیل ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ یہ نصرت اور تائید ہر مومن مخلص کو ملتی ہے۔ اگر صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ مخصوص ہوتی تو البتہ عام مومنوں کے لئے کس قدر دل شکن بات ہو سکتی تھی۔ مگر خدا کا یہ کس قدر احسان ہے کہ فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُو فِی الحَيٰوةِ الدُّنیَا (یعنی ہم اپنے رسولوں اور مومنوں کی اس دنیا میں مدد کرتے ہیں) ...... یہ نصرت عجیب عجیب طور پر اپنا ظہور کرتی ہے کیونکہ اس نصرت سے اللہ کی ہستی کا ثبوت، مامور من اللہ کی صداقت اور اللہ کے دوسرے وعدوں کی تصدیق کی ایک دلیل ہوتی ہے اور ایک عظیم الشان حجت ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے قائم کی جاتی ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 524-525)

نصرتِ الٰہی اور قبولیتِ دعا کا تعلق

نصرت الٰہی اور قبولیت دعا کے تعلق کے نکتۂ معرفت کی وضاحت میں امام الزمان سیدنا حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بیقراروں کی دعا سنتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَمَّنْ یُّجِیبُ الْمُضْطَرَّ اِذَادَعَاهُ (سورۃ النحل آیت 63) پھر جب کہ خدا تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کو اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا گمان کر سکتا ہے کہ دعا کرنے پر کوئی آثارِ صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے....... اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان کی صفت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے"

(تفسیر مسیح موعود جلد دوم صفحہ 385)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا:

"سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا دعاؤں سے پہچانا جاتا ہے"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 201 ایڈیشن 1984۔ لندن)

واقعات کی دنیا میں

آیئے اب واقعات کی دنیا میں اتر کر دیکھتے ہیں کہ نصرتِ الٰہی کس کس طرح مومنوں کی زندگیوں میں اپنا جلوہ دکھا کر ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت مہیا کرتی ہے۔

حفاظتِ خداوندی کا حیران کن واقعہ

جماعت کے ایک مخلص اور فدائی ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ترک بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ آپ کی نیک شہرت اور ہر دلعزیزی بعض لوگوں کو بالکل پسند نہ تھی۔ احمدیت کا بہانہ بنا کر چند لوگوں نے..... آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

"ایک رات اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے وہ لوگ مسلح ہو کر آپ کے مکان پر پہنچ گئے۔ جب ان کے نوکر نے انہیں دیکھا، تو دروازہ نہ کھولا۔ مگر

آپ نے ان کی نیت کو دیکھ کر نوکر سے کہا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں بیٹھک میں بٹھاؤ۔ نوکر نے ایسا ہی کیا۔ اتنے میں ڈاکٹر صاحب موصوف بھی تیار ہو کر بیٹھک میں تشریف لے آئے اور ان لوگوں سے کہنے لگے کہ تم مجھے قتل کرنے کے لئے ہی آئے ہو نا! تو مجھے دو رکعت نماز نفل پڑھ لینے دو، اس کے بعد تم جو چاہو کر لینا۔ چنانچہ آپ نے ان کی اجازت کیساتھ وہیں نفل پڑھنے شروع کر دیے۔ ابھی آپ سجدہ میں ہی تھے کہ ان لوگوں کو خدا جانے کیا خیال آیا کہ سب اٹھ کر چلے گئے۔ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کے غیبی ہاتھ نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ان کی دست برد سے بچا کر قدرت کا نشان دکھایا"

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ 25 ستمبر 1973)

"موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی" کا کیسا ایمان افروز نظارہ دنیا نے دیکھا!

غیر معمولی تصرف الٰہی کا واقعہ

آسمانی حفاظت کے محیّر العقول واقعات ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت ہوتے ہیں۔ ایک اور مثال عرض کرتا ہوں۔

یہ واقعہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک صحابی حضرت حاجی محمد الدین صاحب تہالویؓ کا ہے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ جب اپنے وطن واپس لوٹے تو آپ کے علاقہ کے لوگ آپ کے سخت مخالف ہو گئے، اور قتل کی دھمکیاں دینے لگے۔ بالآخر ان لوگوں نے ایک دن آپ کو واقعی قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ کی نواسی بیان کرتی ہیں:

" ایک بار قریبی دیہات سے لوگ اس نیت سے اکٹھے ہو گئے کہ آپ کو قتل کر دیں۔ آپ نے ان کو کہا کہ اگر مارنے ہی آئے ہو، تو میں دو نفل پڑھ کر دعا کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ آپ قریبی مسجد میں چلے گئے۔ وہاں دعا میں ایسے مشغول ہوئے کہ آپ کو وقت گزرنے کا احساس تک نہ رہا۔ باہر لوگوں نے سمجھا کہ شاید آپ ڈر گئے ہیں۔ جب کافی دیر کے بعد آپ باہر نکلے، تو ایک گھوڑ سوار آتا دکھائی دیا۔ اس نے للکار کر کہا کہ اس شخص کو کوئی ہاتھ تک نہ لگائے۔ وہ شخص اتنا بارعب معلوم

ہوتا تھا کہ مجمع یہ سنتے ہی منتشر ہو گیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی جان محفوظ رہی۔"

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن، مورخہ 6 اپریل 2001)

نصرتِ الٰہی پر ایک دہریہ کا اعتراف

مکرم محترم شیخ محمد حسن صاحب مرحوم آف لندن اپنا ایک ایمان افروز تجربہ بیان فرماتے ہیں:

"میرے ساتھ یعقوب نامی ایک شخص کام کرتا تھا۔ دہریہ خیالات کا تھا، اللہ کی ذات سے منکر تھا۔ اس کی شوخیاں حد سے بڑھنے لگیں۔ ایک دن طنز سے مجھے کہا کہ دیکھو کتنی گرمی ہے، تم اپنے خدا سے کہو کہ بارش برسادے۔ میں نے اسے بہت سمجھایا کہ ہم دعا کر سکتے ہیں مگر حکم نہیں دے سکتے۔ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں دعا شروع کر دی، اس رات بادل آئے مگر برسے بنا چلے گئے۔ مجھے یقین تھا کہ آج جاتے ہی دوبارہ مجھے طعنہ دیا جائے گا۔ وہی ہوا، جاتے ہی مجھے وہی شخص ملا اور بار بار اس کا اصرار تھا کہ تمہارا خدا گرجا تو بہت مگر برسا نہیں۔ اس نے میرا وہاں بیٹھنا مشکل کر دیا۔

دن کے گیارہ بجے تھے میں اٹھ کر باہر چلا گیا۔ شدید گرمی تھی۔ میں نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کو اس کی غیرت کا واسطہ دے کر التجا کی کہ اے خدا وہ دہریہ تیری ذات کا منکر ہے اور مجھے طعنہ دیے جا رہا ہے۔ تُو اُس کا منہ بند کر۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ میری عاجزی کو ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ نہ جانے کہاں سے آسمان پر بادل آئے اور میرے چہرے پر بارش کے قطرے گرنے لگے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ اس ہلکی بارش کو تو نہیں مانے گا...... پھر کیا تھا۔ نہایت زوردار بارش ہوئی اور زوردار ہوا کے جھکّڑ چلے۔ دہریہ اس وقت برآمدہ میں بیٹھا تھا اور بارش اور ہوا کا زور اس کے منہ پر جا کر لگ رہے تھے۔ جس پر وہ بے اختیار بول اٹھا۔ میں مان گیا کہ تمہارا خدا زندہ خدا ہے۔ ساتھ ہی اس نے کہا یہ خدا صرف مرزا صاحب کے ماننے والوں کا ہی ہو سکتا ہے!

(روزنامہ الفضل ربوہ 3 مئی 2006)

ایک ناقابل فراموش واقعہ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

الرّویا الصالحہ یرا ھا المسلم او تُرٰی لہ

کہ مسلمان کبھی خود سچی خوابیں دیکھتا ہے اور کبھی کسی دوسرے کو (اس کے بارہ میں) خواب دکھائی جاتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ باب الرویا الصالحہ)

اس حدیث نبوی کے حوالہ سے ڈنمارک کے ایک بزرگ احمدی نوح سوینڈ ہینسن صاحب مرحوم کا ایک ایمان افروز واقعہ قابلِ ذکر ہے۔ یہ عاجز جاپان میں خدمت پر مامور تھا کہ ایک دوست لندن سے میرے پاس آئے۔ چند روز قیام کے بعد ربوہ گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ انہوں نے میرے ساتھ ٹوکیو میں ہونے والی باتوں کا ذکر کیا جس پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لکھا کہ آپ کی جو باتیں ان سے ہوئی ہیں فوری طور پر لکھ کر بھجوائیں۔ اس خط نے مجھے ہلا کر رکھ دیا کیونکہ خط کا مضمون اور انداز ہی ایسا تھا کہ کوئی بات حضور کو سخت ناگوار گزری ہے۔ رات بڑے ہی کرب سے گزری۔

صبح ہوتے ہی میں نے ساری گفتگو پوری تفصیل سے لکھ کر حضور کو بھجوا دی اور دن گننے لگا کہ کب حضور کی طرف سے جواب موصول ہوتا ہے۔ انتظار کا ایک ایک لمحہ گزرنا مشکل ہو رہا تھا۔ چند روز بعد ہینسن صاحب کی طرف سے ڈنمارک سے ایک خط موصول ہوا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ٹوکیو کے بازار GINZA میں جا رہا ہوں۔ زمین پر ایک کاغذ دیکھا۔ میں نے اٹھا لیا۔ ساری عبارت اجنبی زبان میں تھی۔ صرف ایک فقرہ انگریزی میں لکھا تھا:

YOUR CASE IS ALL RIGHT

انہوں نے لکھا کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اس خواب کا مطلب کیا ہے؟ چونکہ اس خواب کا تعلق جاپان سے ہے اور جاپان میں صرف آپ کو ہی ذاتی طور پر جانتا ہوں اس لئے آپ کو لکھ رہا ہوں۔

میں تو یہ خط پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا اور پھر چند روز کے اندر اندر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی طرف سے بھی خط آ گیا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ آپ کا معاملہ بالکل ٹھیک ہے۔ کسی پریشانی کی ضرورت نہیں۔ اس خواب نے اور حضرت خلیفۃ المسیح کے بابرکت جواب نے تو گویا میری زندگی بنادی! اللہ تعالیٰ نے کس پیار بھرے انداز میں اس عاجز کی نصرت فرمائی اور اپنی ہستی کا ایک زندہ ثبوت عطا فرمایا!

اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز بات یہ ہے کہ جس دن حضرت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ نے خط پر دستخط ثبت فرمائے عین اسی رات محترم ہینسن صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ خواب دکھائی!

سمندری سفر میں حفاظت

نصرت الٰہی کی ہمہ گیر صفت کے جلوے کل یوم ھو فی شان کا رنگ رکھتے ہیں اور بحر و بر میں ان کی مثالیں دکھائی دیتی ہیں۔

حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب نے براعظم افریقہ میں عظیم الشان تاریخی خدمات سر انجام دی ہیں۔ بڑے دعا گو اور ولی اللہ مجاہدِ اسلام تھے۔ ان کا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ ایک موقعہ پر انہوں نے نائیجیریا سے سیر الیون جانا تھا۔ آپ کی اہلیہ اور گیارہ سالہ بچہ مبارک احمد بھی آپ کے ساتھ تھے۔ بحری جہاز میں سوار ہوتے وقت حسبِ قواعد ایک ڈاکٹر نے ہر مسافر کا طبی معائنہ کیا۔ جب اس نے بچہ کی حالت دیکھی تو اس نے صاف کہہ دیا کہ یہ بچہ سفر کے قابل نہیں۔ سات دن کا سمندری سفر ہے اور ہمارے پاس جہاز میں COLD STORAGE کی سہولت بھی نہیں۔ اگر دوران سفر یہ بچہ مر گیا تو سمندری قانون کے مطابق اسے سمندر میں پھینک دینا پڑے گا۔ سفر پر اسے ساتھ لیجانے کی ایک ہی صورت ممکن ہے کہ آپ ایک فارم پر یہ لکھ کر دیں اگر بچہ دوران سفر فوت ہو جائے تو ہمیں اجازت ہو گی کہ ہم اس کو سمندر میں پھینک دیں۔

قارئین کرام! اس جگہ ذرا ٹھہر کر سوچیں کہ اس وقت والدین کی جذباتی کیفیت کیا ہوئی ہو گی؟ ایک بیٹا قادیان چھوڑ آئے اور دوسرے کے بارہ میں یہ مطالبہ کیا جارہا ہے۔ حضرت مولانا کی اہلیہ نے تو بے

اختیار رونا شروع کر دیا اور خود وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے طالب ہوئے۔ خدائے قادر و توانا نے آپ کے دل کو تسلی دی اور آپ نے بڑی زوردار آواز سے کپتان سے کہا کہ بتاؤ کس جگہ دستخط کرنے ہیں اور فوراً ہی فارم پر دستخط کر دیئے۔ آپ نے بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور روتی ہوئی اہلیہ کو فرمایا کہ **آمنہ! یقین رکھو کہ مبارک کو کچھ نہیں ہو گا**۔ اس حالت میں تینوں جہاز پر سوار ہوئے اور خیریت سے منزل پر پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی نصرت اور حضرت مولانا کی فلک رسا دعا کی برکت دیکھئے کہ وہ مبارک احمد نہ صرف سات دن زندہ رہا بلکہ اس واقعہ کے 70 سال بعد تک زندہ سلامت رہا اور آج بھی خدمت دین میں مصروف ہے!

زندہ خدا کی طرف سے علاج کی راہنمائی

جماعت احمدیہ کے افراد تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائیدات کے زندہ گواہ ہیں۔ رب العالمین خدا اپنی ہستی کے ثبوت کے طور پر کبھی ان لوگوں کو بھی اپنے فیضان کا مزہ چکھا دیتا ہے جو اس کے وجود کے قائل نہیں ہوتے۔ اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ سنیئے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؓ بیان کرتے ہیں کہ منشی مختار احمد صاحب کا بڑا بیٹا میرا کلاس فیلو تھا۔ اسے مرگی کی قسم کا ایک عارضہ ہو گیا۔ کلاس میں بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔ کلاس میں ابتری پھیل جاتی۔ آخر منشی صاحب نے تنگ آکر اسے سکول سے اٹھالیا۔ ہر ممکن علاج کیا۔ لیکن نہ صحیح تشخیص ہو سکی اور نہ مرض دور ہوا۔ منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے محض شغل کے طور پر ایک معمولی سے ہندو طبیب سے علاج کروانا چاہا۔ طبیب نے حالات سن کر کہا کہ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ کل غور کر کے بتاؤں گا۔ اگلے روز وہ طبیب کہنے لگا کہ رات میں نے خواب میں ایک کتاب دیکھی۔ جس میں لکھا تھا کہ اس بیماری کا علاج املی کے سوا کچھ نہیں۔ منشی صاحب نے اس خواب کو خدائی اشارہ یقین کر کے بیٹے کو ہدایت کی کہ اب تم کھاؤ بھی املی اور پیو بھی املی۔ علیم و خبیر زندہ خدا کی قدرت اور نصرت کا کرشمہ دیکھیں کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر بیماری کا نام و نشان تک نہ رہا۔ بیٹے نے تعلیم مکمل کی، اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں اور لمبا عرصہ ملازمت کے بعد اپنا کاروبار کرتے رہے۔ آخر یہ نصرت الٰہی کا کرشمہ کس نے دکھایا؟ ہمارے زندہ اور شافی مطلق خدا نے!

(بحوالہ اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 25-26)

نصرت الٰہی۔ معجزانہ حفاظت کی صورت میں

حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ معجزانہ حفاظت کا اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

" ایک دفعہ مجھے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ایک کام کے لئے ایک غیر ملک میں بھیجا۔ ایک مقررہ جہاز پر سوار ہوا جب جہاز نصف سفر طے کر چکا تو سمندر میں طوفان کے آثار دکھائی دیئے اور ایسا معلوم ہوا کہ جہاز غرق ہونے لگا ہے۔ لوگ چلانے لگے اور جہاز میں شورِ قیامت برپا ہو گیا۔ لوگ روتے اور آہ وبکا کرتے تھے۔ میں نے بڑے زور اور دعویٰ سے کہا کہ میں پنجاب سے آیا ہوں اور میں ایسے شخص کے کام کو جا رہا ہوں جسے خدا نے اس زمانہ کا نبی بنا کر بھیجا ہے اسلئے جب تک میں اس جہاز میں سوار ہوں خدا تعالیٰ اس جہاز کو غرق نہیں کرے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس حالت کو بدل دیا اور جہاز طوفانی حالت سے نکل کر خیریت سے کنارے جا لگا۔ میں اپنی منزل پر اتر گیا اور جہاز آگے روانہ ہو گیا۔ مگر تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ غرق ہو گیا۔

ہندوستان میں جب اس جہاز کے غرق ہونے کی اطلاع آئی تو میرے عزیز روتے ہوئے حضرتؑ کے پاس گئے اور کہا کہ جس جہاز پر حامد علی سوار تھا وہ غرق ہو گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں سنا تو ہے کہ جس جہاز پر حامد علی سوار تھا وہ فلاں تاریخ غرق ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر حضور خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا: **مگر حامد علی تو اپنا کام کر رہا ہے، وہ غرق نہیں ہوا۔** بعد کے واقعات نے حضورؑ کے اس ارشاد کی تائید کی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حضورؑ کو کشفی طور پر سارا واقعہ دکھایا گیا۔"

(بحوالہ تذکرہ مطبوعہ 2004 ایڈیشن چہارم صفحہ 686)

حافظ حامد علی صاحبؓ کی اس معجزانہ حفاظت کے آئینہ میں دنیا نے نصرتِ الٰہی کا ایک ایمان افروز نظارہ دیکھا!

عبدالرحیم صاحب کا ایمان افروز واقعہ

نصرتِ الٰہی کا ایک اور واقعہ ماریشس کے مخلص احمدی عبدالرحیم صاحب کو پیش آیا جو ماریشس سے برطانیہ آرہے تھے۔ غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے ان کو غرقابی سے بچایا اور اپنی زندہ اور قادر ہستی کا ثبوت عطا فرمایا۔

واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ انیس سو تینتالیس(1943) میں وہ بمبئی سے برطانیہ آنے کے لئے ایک تجارتی جہاز پر سوار ہوئے۔ جنگ کا زمانہ تھا۔جونہی جہاز برطانیہ شمالی سمندر میں داخل ہوا تو جرمنی کی ایک آبدوز کشتی سے اعلان سنائی دیا کہ سب مسافر جہاز کو خالی کردیں کیونکہ دو گھنٹے کے اندر اندر اس جہاز کو تباہ کردیا جائے گا۔ ہر طرف افراتفری پھیل گئی اور ہر شخص جان بچانے کی کوشش میں لگ گیا۔ رحیم صاحب نے باہر دیکھا اور خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرے مولیٰ!کیا میں ان یخ بستہ لہروں میں غرق ہو جاؤں گا؟ وہ اپنے کیبن میں چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوگئے۔ دعائیں کرتے کرتے ان پر غنودگی طاری ہوگئی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ منظر بدل گیا ہے۔ ایک نورانی وجود کو اپنے سامنے دیکھا جس نے سمندر کی بپھرتی ہوئی لہروں کی طرف اشارہ کیا اور سر ہلا کر رحیم صاحب کو بتایا کہ خواہ کچھ ہو تمہارا انجام ان یخ بستہ لہروں میں نہیں ہوگا۔ اس کے بعد اس نورانی وجود نے پہاڑوں اور جھاڑیوں کے درمیان ایک قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہے تمہاری آخری آرامگاہ! رحیم صاحب کا دل خدا کی حمد و ثناء اور تسلی سے بھر گیا۔ آپ نے فوراً کپتان کو بتادیا کہ کچھ بھی ہو میری موت ان لہروں میں نہیں ہوگی۔ کپتان اور ساتھیوں نے ان کی بات سنی اور مسکرادیے۔

جو خبر خدا کی طرف سے دی گئی تھی وہ کس طرح غیر معمولی حالات میں پوری ہوئی ؟اس کی ایمان افروز تفصیل یوں ہے کہ چند گھنٹوں میں ہر طرف سخت گہری دھند چھاگئی جس سے ارد گرد کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ دشمن کو کسی کاروائی کا موقع نہ مل سکا اور رحیم صاحب والا بحری جہاز خیر و عافیت سے سکاٹ لینڈ کے سمندر میں داخل ہوگیا۔ آپ کے دل میں خیال آیا کہ ایڈنبرا اتر جائیں اور لندن تک کا باقی سفر ٹرین میں کرلیں۔ کپتان کی اجازت سے آپ جہاز سے اتر گئے اور جہاز ساؤتھ ہیمپٹن جانے کے لئے روانہ ہوگیا۔ آپ کو ایڈنبرا کی بندر گاہ سے نکلنے میں کافی وقت لگ گیا۔ اس دوران ایک افسر نے پوچھا کہ جس جہاز پر آپ آئے ہیں اس کا نام کیا تھا۔ آپ نے نام بتایا تو وہ اور بھی حیران ہوا۔ اس نے بتایا کہ یہ جہاز تو ایڈنبرا سے آگے روانہ ہونے کے جلدی بعد جرمن آبدوز کشتی کے نشانہ میں آگیا اور چند لمحوں میں سب مسافروں سمیت غرق ہو چکا ہے۔ عبدالرحیم صاحب کی روح تو یہ بات سن کر آستانۂ الوہیت پر سجدہ ریز ہوگئی کہ کس طرح قادر و توانا اور بحر و بر کے مالک خدا نے مسیح محمدی کے ایک غلام کو اپنے دستِ قدرت سے بچالیا۔ جو وعدہ نورانی وجود نے دیا تھا وہ پورا ہو کر رہا۔ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی کہ صرف عبدالرحیم صاحب کو ہی بچایا جائے گا اور صرف ان کو بچا کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی اور قدرت کا جگمگاتا نشان عطا فرمایا!

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

(خلاصہ تحریری بیان محمود رحیم ابن عبد الرحیم صاحب۔لندن)

لڑائی کے بغیر تمغہ مل گیا

مسبب الاسباب زندہ خدا کس طرح اپنے بندوں کو منہ مانگی مراد عطا کرتا ہے۔ حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک احمدی فوجی افسر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور دعا کی درخواست کی کہ میں لڑائی میں نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے۔ عام قاعدہ تو یہی ہے کہ بغیر لڑائی میں جانے کے میڈل نہیں مل سکتا۔ لیکن ان کے اصرار پر حضرت خلیفۃ اوّلؓ نے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا۔

اب دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ناممکن بات کو کس طرح حقیقت میں تبدیل کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ احمدی آئے اور کہا کہ دعا کی برکت سے مجھے تمغہ مل گیا ہے۔

انہوں نے بتایا کہ ہوا یوں کہ میں اپنی Base میں تھا۔ حکم آیا کہ لڑائی کے میدان میں پہنچو۔ ڈرتے ڈرتے میں چل پڑا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا مگر وہ حد پار کر چکا تھا جس کے عبور کرنے پر ایک فوجی افسر تمغہ کا حقدار بن جاتا ہے۔ اتنے میں واپسی کا حکم آ گیا۔ صبح ہو گئی اور لڑائی بند ہو گئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی نصرت اور کے تصرفِ خاص سے لڑائی پر جائے بغیر ہی انہیں تمغہ مل گیا!

(بحوالہ اصحاب احمد جلد سوم صفحہ 94)

بیٹے نے فر فر بولنا شروع کر دیا

مکرم نذیر احمد سندھو صاحب ایڈووکیٹ بوریوالہ بیان کرتے ہیں کہ 1980 کی بات ہے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایک تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو ایک غیر از جماعت بااثر دوست ملک نذیر حسین صاحب لنگڑیال مرحوم نے آپ سے مقامی زبان میں بڑی چاہت سے پوچھا کہ کیا دعائیں قبول ہوتی ہیں؟ میاں صاحب نے جواباً دعا کا فلسفہ بیان کیا۔ آپ کو بتایا گیا کہ ملک صاحب کا ایک بیٹا صفدر حسین ہائی سکول کی بڑی جماعت میں پڑھتا ہے لیکن بے چارہ کوئی بات نہیں کر سکتا۔ آپ نے اس کے لئے دعا کرنے کا وعدہ کیا اور دوائی بھی تجویز کی۔ ملک صاحب نے فوراً بازار سے دوائی منگوا لی۔ لیکن

اس دوائی کے استعمال سے پہلے ہی اسلام کے شافیٔ مطلق خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ اسی وقت سکول سے استاد نے آکر مبارکباد دی کہ جو ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا تھا آج آپ کا وہی بیٹا فر فر بول رہا ہے!

(ملخص از سیدنا طاہر نمبر روزنامہ الفضل ربوہ 27 دسمبر 2003، بحوالہ الفضل 21 مئی 2016)

مسبب الاسباب خدا نے خلیفۂ وقت کی بات کو پورا کر دیا

اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کا عجیب رنگ ہے۔ وہ اپنے پیارے بندہ کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو اپنی قدرت سے پورا کر کے اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ آپ کے اپنے الفاظ میں سنئے! آپ نے فرمایا:

”1975 میں لندن کانفرنس کے بعد مجھ سے کہا یہ گیا کہ صحافیوں کو غلط بریفنگ کر دی گئی ہے کہ خلیفۃ المسیح کا ارادہ انگلستان میں تبلیغ اسلام کے پانچ نئے مراکز قائم کرنے کا ہے۔ مجھ سے درخواست یہ کی گئی کہ میں اس کی تائید کر دوں۔ میرے سامنے دو راستے تھے ایک یہ کہ میں اس منصوبہ کو اپنانے سے انکار کر دوں۔ دوسرا یہ کہ میں اس منصوبہ کو اپنا کر اعلان کر دوں کہ ہم انگلستان میں پانچ نئے مرکز قائم کریں گے۔ میں نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے منصوبہ کا اعلان کر دیا۔ دو سال نہیں گزرے کہ بریڈ فورڈ، ہڈرز فیلڈ، مانچسٹر، برمنگھم اور ساؤتھ ہال میں پانچ مراکز قائم کرنے کے لئے مکان اور ہال وغیرہ خرید لئے گئے۔ جس کام کے کرنے کا سوچے سمجھے ارادہ اور پلان کے بغیر اعلان کیا گیا تھا خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس میں اتنی برکت ڈالی کہ وہ کام ہو گیا“

(دورۂ مغرب 1980 از مسعود احمد دہلوی صفحہ 366)

اکناف عالم میں نصرت الٰہی کی تجلیات

اسلام ایک عالمگیر خدا کا تصور پیش کرتا ہے جس کی رحمت اور نصرت کی تجلیات اکنافِ عالم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ دنیا کا کوئی حصہ ان کے فیوض سے محروم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیوض وقت کے ساتھ ساتھ منصۂ شہود پر آکر ازدیادِ ایمان کا موجب ہوتے ہیں۔

سن 2004 کی بات ہے جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ غانا تشریف لے گئے تو ایک موقع پر دورانِ سفر حضور نے اہل غانا کو یہ بشارت دی کہ غانا کی سرزمین سے تیل نکلے گا۔ چار سال بعد 2008 میں خلافت جوبلی کے موقع پر جب حضور انور دوبارہ غانا تشریف لے گئے تو غانا کے صدر مملکت نے حضور انور کو بتایا کہ حضور نے اپنے گزشتہ دورہ کے دوران فرمایا تھا کہ غانا کی زمین سے تیل نکلے گا۔ خوشی کی خبر یہ ہے کہ گزشتہ سال تیل نکل آیا ہے!

غانا کے مشہور نیشنل اخبار DAILY GRAPHIC نے 17۔ اپریل 2008 کے شمارہ میں صفحہ اول پر لکھا کہ

" خلیفۃ المسیح نے غانا میں تیل کی دریافت کے بارہ میں اپنے یقین کا اظہار کیا تھا۔ یہی یقین گزشتہ سال حقیقت میں بدل گیا اور غانا کی سرزمین سے تیل نکل آیا!"

غیبی مدد کا ایمان افروز واقعہ

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان مقدس میں تھا۔ اتفاق سے گھر میں اخراجات کے لئے کوئی رقم نہ تھی اور میری بیوی کہہ رہی تھیں کہ گھر کی ضروریات کے لئے کل کے واسطے کوئی رقم نہیں۔ بچوں کی تعلیمی فیس بھی ادا نہیں ہو سکی۔ سکول والے تقاضہ کر رہے ہیں۔ بہت پریشانی ہے۔

ابھی وہ یہ بات کہہ رہی تھیں کہ نظارت سے مجھے حکم پہنچا کہ کہ دہلی اور کرنال وغیرہ میں بعض جلسوں کی تقریب ہے، آپ ایک وفد کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو کر ابھی دفتر میں آجائیں۔ جب میں دفتر جانے لگا تو میری اہلیہ نے پھر کہا کہ آپ لمبے سفر پر جا رہے ہیں اور گھر میں بچوں کے گزارہ اور اخراجات کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ میں ان چھوٹے بچوں کے لئے کیا انتظام کروں؟

میں نے کہا کہ میں سلسلہ کا حکم ٹال نہیں سکتا۔ میں نے ان کو تسلی دلائی۔ اس پر میری بیوی خاموش ہو گئیں اور میں گھر سے نکلنے کے لئے باہر کے دروازہ کی طرف بڑھا۔ اس حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ " اے میرے محسن خدا! تیرا یہ

عاجز بندہ تیرے کام کے لئے روانہ ہو رہا ہے اور گھر کی حالت تجھ پر مخفی نہیں۔ تو خود ہی ان کا کفیل ہو اور ان کی حاجت روائی فرما۔ تیرا یہ عبدِ حقیر ان افسردہ دلوں اور حاجت مندوں کے لئے راحت و مسرت کا کوئی سامان مہیا نہیں کر سکتا۔"

میں دعا کرتا ہوا، ابھی بیرونی دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ باہر سے کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ جب میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک صاحب کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص نے ابھی ابھی مجھے بلا کر مبلغ یکصد روپیہ دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آپ کے ہاتھ میں دے کر عرض کیا جائے کہ اس دینے والے کے نام کا کسی سے ذکر نہ کریں۔

میں نے وہ رقم لے کر انہی صاحب کو اپنے ساتھ لیا اور کہا کہ میں تو اب گھر سے تبلیغ کے سفر کے لئے نکل پڑا ہوں۔ میرا اب دوبارہ گھر واپس جانا مناسب نہیں۔ بازار سے ضروری سامان خورد و نوش لینا ہے وہ آپ میرے گھر پہنچا دیں۔ وہ صاحب بخوشی میرے ساتھ بازار گئے۔ میں نے ضروری سامان خرید کر ان کو گھر لے جانے کے لئے دیدیا اور بقیہ رقم متفرق ضروریات کے لئے ان کے ہاتھ گھر بھجوادی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک"

(حیات قدسی جلد چہارم صفحہ 4-5 مطبوعہ مئی 2003ء از قادیان)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عیدی مل گئی

حضرت مولانا غلام رسول صاحبؓ راجیکی کا بیان کردہ ایک اور دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ میں تبلیغی سفر پر مردان میں تھا۔ عید الاضحیہ کے دن سے دو روز پہلے میرے بیٹے کا خط ملا کہ مجھے اپنے تعلیمی اخراجات کے لئے فوری طور پر سو روپے کی ضرورت ہے میں حالتِ سفر میں تھا جماعت میں کوئی واقف نہ تھا جس سے قرض مانگ لیا جاتا۔ بس ایک ہی دروازہ تھا جو میں ہمیشہ کھٹکھٹاتا تھا۔ عید کا دن آیا۔ جب میں حالتِ سجدہ میں دعا کر رہا تھا تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ اور اس کا فوری باعث یہ مشاہدہ تھا کہ احمدی بچے اپنے باپوں کے ساتھ مسجد آئے ہوئے تھے۔ بچے عیدی مانگتے اور والدین ان کو عیدی دے رہے تھے۔ اس حالت میں میں نے خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرے ایک بیٹے نے بھی مجھے سو روپیہ بھجوانے کا لکھا ہے۔ تو ہی غریب الوطنی میں اس کے سامان پیدا فرما۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس روز مردان سے چارسدہ جانے کے لئے روانگی تھی۔ بعض لوگ رخصت کرنے اڈہ تک آئے ان میں سے ایک دوست جن سے میں قطعاً

واقف تھا میرے پاس سے گزرے اور میری جیب میں ایک لفافہ ڈال گئے۔ منزل پر پہنچ کر لفافہ کھولا تو اس میں ایک سو روپے کا نوٹ تھا۔ ساتھ ایک کاغذ پر لکھا تھا کہ آج جب آپ نماز پڑھا رہے تھے تو میرے دل میں بڑے زور سے تحریک ہوئی کہ میں اتنی رقم آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ سو یہ تحفہ حاضر ہے۔

(ملخص از حیات قدسی جلد چہارم صفحہ 177-179 مطبوعہ قادیان 2003ء)

یہ ایمان افروز واقعہ ہستی باری تعالیٰ کا کتنا عظیم ثبوت ہے ایک عاجز بندہ کی التجا جو سمیع الدعا خدا نے سنی اور عین اسی وقت ایک اور بندہ کے دل میں مجیب الدعوات خدا نے یہ تحریک کی کہ جاؤ اور میرے اس بندہ کی مدد کرو۔ وہ نیک بخت انسان اٹھا اور اولین فرصت میں بڑی رازداری کے انداز میں تصرفِ الٰہی سے بالکل اتنی رقم ان کی جیب میں ڈال دی جو ان کو مطلوب تھی!

اطاعتِ امام اور نصرت الٰہی

اطاعتِ امام کے نتیجہ میں نصرت الٰہی کا شیریں پھل کیسے نصیب ہوتا ہے۔ ایک واقعہ سنیئے!

حضرت شیخ محمد دین صاحبؓ بڑے بزرگ آدمی تھے۔ آپ ملتان میں پٹواری تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انہیں حکم بھیجا کہ نوکری چھوڑ کر فوراً آجاؤ۔ آپ کو انجمن کی جائیداد پر مختار عام مقرر کرنا ہے۔ آپ نے نوکری ارشاد ملتے ہی فوراً چھوڑ دی۔ بیوی بچوں کو بھجوا دیا، جانور بیچ دیئے اور کچھ تھوڑا بہت سامان لے کر جو بھی تھا آپ سٹیشن پر پہنچ گئے اور بکنگ کلرک کے پاس گئے کہ سامان بک کر دو۔ بکنگ کلرک نے کہا کہ افسوس ہم سامان بک نہیں کر سکتے۔ بکنگ تو جنگ کی وجہ سے کئی مہینوں سے بند ہے۔ آپ باہر آکر بیٹھ گئے اور خدا کے حضور عرض کیا کہ اب یہ بے نوا مسافر آخر کہاں جائے۔ ویران جگہ، نہ کوئی واقف، نہ کوئی دوست، نہ کوئی رشتہ دار۔ اجاڑ میں بیٹھا ہوں۔ بیوی بچے جا چکے ہیں۔ تیرے خلیفہ کے حکم پر یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ خدایا تو میری مدد کر۔

اسی دوران ایک لڑکا آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا آپ نے سامان بک کروانا ہے۔ آپ نے کہا جی۔ لڑکے نے کہا کہ آپ کو بکنگ کلرک بلاتے ہیں۔ بکنگ کلرک کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ میاں! بڑے خوش قسمت ہو۔ مدت سے سامان کی بکنگ بند تھی، ابھی ٹیلیگرام آگئی ہے کہ بکنگ فوراً کھول دو۔ لاؤ سامان۔ آپ نے سامان دیا، بکنگ کروائی، رسید جیب میں ڈالی اور گاڑی کے انتظار میں پلیٹ فارم پر

آ کر بیٹھ گئے۔ 15-20 منٹ گزر گئے تو وہ لڑکا پھر آیا۔ کہنے لگا جی آپ کو بکنگ کلرک پھر بلاتے ہیں۔ آپ چلے گئے۔ بکنگ کلرک نے کہا کہ میاں کیا چیز ہیں آپ؟۔ آپ نے پوچھا کہ کیوں کیا ہوا۔ کہنے لگا کہ جیسے ہی میں نے آپ کے سامان کی بکنگ کی، ٹیلیگرام پھر آگیا کہ غلطی سے بکنگ کھولنے کے آرڈر دیئے گئے تھے اگر کوئی بکنگ ہوگئی ہے تو اس کو چھوڑ کر مزید بکنگ فوراً بند کر دو۔ آپ چونکہ بکنگ کروا چکے تھے اور وہ کینسل نہ ہو سکتی تھی۔ اس طرح آپ سامان سمیت بحفاظت قادیان پہنچ گئے۔

(الفضل قادیان 19-21 اپریل 1947)

انگلی بھی بچ گئی اور انگوٹھی بھی

نصرتِ الٰہی کے ایک ایمان افروز جلوہ کا ذکر کرتے ہوئے افریقہ کے "کنگ آف الاڈا King of Alada)" بیان کرتے ہیں کہ الیس اللہ بکاف عبدہٗ کی انگوٹھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مجھے دی تھی، وہ مجھے اتنی محبوب ہوگئی کہ میں نے پہننے کے بعد ایک دفعہ بھی نہیں اتاری اور مسلسل پہننے کی وجہ سے میری انگلی کچھ خراب ہوگئی۔ انگوٹھی اتارتے ہوئے بہت تکلیف ہوتی تھی اور وہ اتر نہیں رہی تھی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ یا تو انگلی کٹوالو یا انگوٹھی کٹوالو۔ اب انگوٹھی تو میں نہیں کٹوانا چاہتا تھا کیونکہ ڈر تھا کہیں برکتیں کم نہ ہو جائیں اور یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ انگلی کٹوالوں۔ آخر میں نے جائے نماز بچھائی اور یوں دعا کی:

" اے خلیفۃ المسیح کے خدا! انہوں نے مجھے یہ بابرکت انگوٹھی پہنائی ہے اور میں اسے کٹوانا نہیں چاہتا کہ کہیں برکتیں کم نہ ہو جائیں"

وہ فرماتے ہیں کہ، دعا مکمل کرنے کے بعد انہوں نے پھر کوشش کی تو انگوٹھی آرام سے اتر گئی اور کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر نے انگلی کا بھی علاج کر دیا"

(بحوالہ اخبار الفضل انٹرنیشنل، لندن مورخہ 28 ستمبر 2001)

ہاتھ کاٹنے سے روک دیا گیا

کافی عرصہ قبل جس زمانہ میں سیرالیون میں باغیوں نے سارے ملک میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہوا تھا۔ ان دنوں ایک نوجوان احمدی طالب علم کو کس طرح اللہ تعالیٰ نے نصرتِ الٰہی کا جلوہ دکھایا اور اپنے خاص فضل سے بچالیا۔ اس کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ:

”سیر الیون یونیورسٹی کے ایک طالب علم محمود کو کا صاحب کو باغیوں نے پکڑ لیا اور بعض دوسرے سویلین کے ساتھ ایک قطار میں کھڑا کر دیا اور باری باری ہاتھ کاٹنے شروع کر دیے۔ وہ ہر آدمی سے پوچھتے جاتے کہ کہاں سے ہاتھ کٹوانا ہے۔ آگے وہ بیچارہ جس جگہ سے کہتا، اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔ اس طرح آٹھ آدمیوں کے ہاتھ کاٹ دیے گئے۔ احمدی طالب علم کا نواں نمبر تھا۔ جب ان کی باری آئی، تو باغیوں کے ساتھی نے آواز دی کہ کمانڈر کہتا ہے، ہاتھ مت کاٹو، تمہیں ہاتھ کاٹنے کا کس نے کہا ہے۔ چنانچہ کمانڈر کے حکم پر باقی لوگوں کے ہاتھ نہ کاٹے گئے۔ اس طرح محمود کو کا صاحب اور ان کے پیچھے جتنے لوگ تھے، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچالیا“

(بحوالہ الفضل انٹر نیشنل لندن، یکم نومبر 1999)

چلتی ہوئی گاڑی قریب آکر رک گئی

نصرتِ الٰہی کا یہ عجیب و غریب واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت حاجی غلام احمد صاحب ؓ آف کریام کا ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ

ایک بار آپ کو ایک تبلیغی بحث کے لئے گڑھ شنکر پہنچنا تھا۔ لیکن چلنے میں تاخیر ہو گئی۔ اس خیال سے کہ ریل گاڑی تو جاچکی ہو گی، آپ ریل کی پٹری کے ساتھ ساتھ پیدل ہی چل پڑے۔ جون کا مہینہ تھا اور سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ ادھر چلچلاتی دھوپ۔ آپ دعا کرتے جارہے تھے کہ سواری مل جائے تا وقت پر پہنچ سکیں۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ پیچھے سے گڑھ شنکر جانے والی گاڑی آرہی ہے۔ اور جب وہ گاڑی عین آپ کے قریب پہنچی تو اچانک رک گئی۔ آپ نے سوار ہو کر ریلوے گارڈ کو کرایہ ادا کیا اور گاڑی رکنے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ ایک مسافر نے اپنی روٹی والا رومال گاڑی روکنے والی زنجیر سے باندھ دیا تھا۔ رومال اتارتے وقت اس نے زنجیر کو جھٹکا دیا تو گاڑی رک گئی!

(بحوالہ درویشان احمدیت جلد چہارم صفحہ 54-55)

نصرتِ الٰہی کا یہ دلچسپ واقعہ ایک شاہکار ہے۔ قادر و مقتدر خدا اپنے پیارے بندوں کی غیر معمولی مدد اور نصرت کے کیا کیا انداز اختیار فرماتا ہے۔

خلافت احمدیہ کی برکات

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں روحانی قیادت کا نظام خلافت راشدہ احمدیہ کی صورت میں قائم فرمایا۔ اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کچھ ایسا انتشار روحانیت ہوا کہ خلافت احمدیہ کا ہر دور تائید ایزدی اور نصرتِ الٰہی سے اس طرح بھرا ہوا ہے جس طرح سمندر پانی سے بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر خلیفۂ وقت کو نصرت الٰہی اور قبولیت دعا کا ایک خاص اعجاز فرمایا جس کے فیض سے احمدیوں کی جھولیاں بھری ہوئی ہیں۔ احمدیوں کی زندگیوں میں نصرتِ الٰہی کے واقعات اس کثرت سے نظر آتے ہیں کہ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آج احمدی مسلمانوں کے اس عظیم عالمگیر روحانی اجتماع میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں ہو گا جس نے اپنی ذات میں، اپنے خاندان میں یا اپنے ملک میں نصرتِ الٰہی کا کوئی نہ کوئی واقعہ مشاہدہ نہ کیا ہو یا اس کے علم میں نہ آیا ہو۔ یہ فیض ہے اس روحانی انعامِ خلافت کے تاج کا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے صرف اور صرف جماعت احمدیہ عالمگیر کے سر پر سجایا ہے۔ اور ہم انتہائی عاجزی اور شکر گزاری کے ساتھ اس امتیازی نشان کو جماعت احمدیہ مسلمہ کی صداقت کے طور پر برملا پیش کر سکتے ہیں۔

تاریخ احمدیت کے مختلف ادوار میں

یہ واقعات جو آپ نے ملاحظہ فرمائے یہ انفرادی نوعیت کے واقعات تھے۔ ہر ایک واقعہ ہستی باری تعالیٰ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ خلافت احمدیہ کی 109 سالہ تاریخ کے ہر دور میں من حیث الجماعت بھی نصرت الٰہی کے جلوے بڑی شان کے ساتھ ظاہر ہوتے رہے اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی جاری و ساری ہے اور ہمیشہ چلتا چلا جائے گا۔ اس بابرکت تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں۔

جب خلافت اولیٰ کا قیام ہوا تو بعض لوگوں نے خلافت کی ضرورت اور شخصی خلافت کے سوال کو اٹھا کر جماعت میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جماعت مومنین نے خلیفۂ وقت کی زبردست قیادت میں اس فتنہ کو کلیۃً ناکام بنا دیا۔ خلافت پر ایمان و یقین ہمیشہ کے لئے احمدیوں کے دلوں میں پوری طرح واضح اور راسخ ہو گیا۔

خلافت ثانیہ میں یکے بعد دیگرے مختلف فتنوں نے سر اٹھایا۔ پیغام صلح کے نام پر افتراق پیدا کرنے کی سر توڑ کوشش کی گئی لیکن جماعت سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح خلافت کی نعمت کے سایہ میں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی۔ احراریوں کا فتنہ بڑے طمطراق سے اٹھا اور قصۂ پارینہ بن گیا۔ جماعت احمدیہ تحریک جدید کی برکت سے اکناف عالم میں پھیلتی گئی۔ قادیان سے ہجرت کا مرحلہ آیا تو خدائی

نصرت نے ربوہ کی صورت میں نیا مرکز عطا کر کے جماعت کو متحد کر دیا۔ ملک گیر مخالفانہ تحریکات اٹھیں لیکن جماعت خدائی تائید و نصرت کے سایہ میں ترقی پر ترقی کرتی گئی۔

خلافت ثالثہ کے دور میں جماعت کی مخالفت کا سلسلہ اور بھی تیز ہو گیا۔ جماعت احمدیہ کے خلاف ظالمانہ قانون سازی کرنے پر مخالفین نے شادیانے بجائے۔ حاکم وقت نے یہ تعلّی کی کہ میری کرسی بہت مضبوط ہے اور میں جماعت کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دوں گا لیکن نصرت الٰہی کا جلوہ دیکھئے کہ اسی متکبر حاکم کی جان بخشی کی خاطر اس کے ساتھی ہاتھوں میں کشکول لئے اس کی زندگی کی بھیک مانگتے پھرے لیکن وہ تختۂ دار سے نہ بچ سکا۔ اور ہمیشہ کے لئے نشان عبرت بن گیا!

خلافت رابعہ میں ایک اور ظالم اور جابر حکمران نے سیاہ قانون کو سختی سے نافذ کر کے جماعت پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی بے سود کوشش کی۔ انتہائی مخالفانہ حالات میں خلیفۂ وقت کا فرشتوں کے حصار میں بخیریت ملک سے ہجرت کر جانا نصرتِ الٰہی کا زندہ نشان ہے۔ اس آمر نے اس حد تک زبان درازی کی کہ احمدیت ایک کینسر ہے اور میری حکومت اسے جڑ سے اکھیڑ پھینکے گی لیکن نصرتِ الٰہی کی ایک ہی قادرانہ چمکار نے اس کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا۔ خدائی قہر کی آگ میں ایسا بھسم ہوا کہ کچھ بھی باقی نہ رہا!

پھر خلافت خامسہ کے بابرکت دور کا آغاز ہوا۔ جماعت احمدیہ کی ترقی کا سلسلہ جو ہر دورِ خلافت میں جاری رہا اس نے اکنافِ عالم میں کچھ اس طرح ترقی کی کہ خلیفۂ وقت کی آواز وقت کی آواز بن گئی۔ جماعت کا ایک عالمگیر تشخص پیدا ہوا۔ ساری دنیا میں اسلام اور امنِ عالم کے پیغام کی اس وسعت اور کثرت سے اشاعت ہوئی کہ دنیا کے بلند ترین ایوانوں میں اس کی صدائے بازگشت سنائی دینے لگی۔ امام وقت کی دنیا کے ہر ملک میں ایسی شہرت اور پذیرائی ہوئی کہ دنیا کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور نُصِرْت بالرعب کا نظارہ دنیا نے بار بار مشاہدہ کیا۔ شہیدانِ احمدیت نے حق و صداقت کی خاطر جانوں کے نذرانے دیئے اور ان کے مقدس لہو کی برکت سے شجرِ احمدیت دنیا کے 210 ممالک پر سایہ فگن ہو چکا ہے۔ ان کامیابیوں کو دیکھ کر دشمن پہلے سے بھی بڑھ کر آتشِ حسد میں جل رہا ہے **لیکن کون ہے جو خدائی تائید و نصرت کے راستہ میں روک بن سکے!**

ظہورِ عون و نصرت دمبدم ہے

اختتامیہ:

نصرتِ الٰہی کے بحرِ بیکراں کے صرف چند قطرے آپ کی خدمت میں پیش کر سکا ہوں۔ یہ ایسا موضوع ہے جس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ نصرتِ الٰہی کا فیضان جاری و ساری ہے اور ہمیشہ وسعت پذیر ہوتا رہے گا۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک پر معارف حوالہ پیش کرتا ہوں۔ آپ کس تحدی اور جلال سے فرماتے ہیں:

” خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا۔ اور اسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو ۔ خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا۔ مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں .... **اے بندگانِ خدا کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟**“

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 554)

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين